فیڈرل شریعت کورٹ - اسلام آباد

(اپیلیٹ اختیار)

روبروئے -

جناب جسٹس ظہورالحق	-	رکن
جناب جسٹس کریم اللہ درانی	-	رکن
جناب جسٹس مولانا غلام علی ملک	-	رکن
جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ	-	رکن

فوجداری اپیل نمبر 77/1 الف 1981ع

محمد اقبال ———————— اپیلانٹ

بنام

سرکار ———————— مسوؑل الیہ

برائے اپیلانٹ ———————— خواجہ محمد فاروق ایڈوکیٹ

برائے مسوؑل الیہ ———————— حافظ ایس۔ اے رحمان ایڈوکیٹ

تاریخ سماعت ———————— 16 اگست 1981ء

تاریخ انفصال ———————— 16 اگست 1981ء

فوجداری اپیل / 77 1981ء

فیصلہ

کریم اللہ درانی رکن :- یہ اپیل محمد اقبال المعروف پالا پسر غلام محمد ذات حجام سکنہ موضع ڈنگ داخلی کھولا تحصیل وضلع میانوالی نے جناب اختر محمود خان صاحب ایڈیشنل سیشن جج میانوالی کے فیصلہ صادرہ بتاریخ 24-8-1981 کے خلاف جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء کی دفعہ نمبر 20 کے تحت پیش کی ہے۔ جس کی رو سے اپیلانٹ کو زیر دفعات نمبر 10 ، نمبر 18 آرڈیننس مزکورہ اقدام زنا بالجبر کا مجرم قرار دیا جا کر 5 سال قید سخت 5 درّے اور ایک ہزار روپے جرمانہ بصورت عدم ادائیگی جرمانہ چھ ماہ کی مزید قید بامشقت کی سزا دی گئی۔

ابتدائی اطلاعی رپورٹ کے مطابق جو تھانہ کندیاں ضلع میانوالی میں گ۔ا 2 شیر محمد نے 3-1-81 کو بوقت سوا آٹھ بجے صبح درج کروائی استغاثہ کی کہانی مختصراً یوں ہے۔ کہ 2-1-81 کو شاکی اپنے ایک بیٹے صدیق سے جو شاہ پور صدر جیل میں مقید ہے ملاقات کے لئے گیا ہوا تھا۔ رات کو واپس آیا تو اس کی 10/9 سالہ بیٹی مسماۃ غلام سکینہ نے جو سہمی ہوئی رو رہی تھی بتایا کہ بوقت ظہر جب اس کی ماں گھر میں موجود نہ تھی اور وہ باہر گلی میں کھیل رہی تھی ملزم اسے پیسے دینے کا لالچ دے کر اور پھسلا کر ان کے گھر کی بیٹھک میں لے آیا جہاں اس نے اپنی اور مزکورہ لڑکی کی شلواریں اتاریں اور اسے زنا بالجبر کرنے کے لئے پکڑ لیا لڑکی کے شور و غوغا پر یوسف ولد غلام محمد گواہ استغاثہ نمبر 4 اور مسمیاں غلام حسن و اقبال محمد (جنہیں بطور گواہ پیش نہیں کیا گیا) موقع پر آ گئے انہوں نے ملزم اقبال کو پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ بیٹھک کے دوسرے دروازے سے بھاگ کر نکل گیا۔

فاضل عدالت نے ملزم اپیلانٹ پر جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس 1978ء کی دفعات نمبر 11 اور 10 بہ اشتراک نمبر 18 کے تحت فرد جرم عائد کی تھی۔ جس کی صحت سے انکار پر ملزم کے خلاف مقدمہ کی سماعت ہوئی۔

استغاثہ نے الزام ثابت کرنے کی سعی میں وقوعہ کے عینی شاہدوں کے طور پر مسماۃ غلام سکینہ گ۔ا (3) (جسے آئندہ مظلومہ کہا جائے گا) اور یوسف ولد غلام محمد گ۔ا (4) کے بیانات پر اکتفا کیا۔ شیر محمد مستغیث گ۔ا (2) نے اپنی درج کروائی ہوئی ابتدائی اطلاعی رپورٹ کو صحیح قرار دیا۔ اور گ۔ا (1)

کے نقشہ ایگزبٹ P.C. جو تفتیشی افسر گ ۔ا (5) نے مرتب کیا ھے کے مطالعہ سے استغاثہ کی کہانی کو تقویت نہیں ملتی اور یہ کہ واقعات مقدمہ سے اقدام زنا بالجبر کا جرم ثابت نہیں ھوتا ۔ موخرالزکر استدلال کی تائید میں فاضل وکیل صاحب نے متعدد نظائر سے استمداد حاصل کرنے کی سعی کی ھے ۔ اب ہم ان دلائل کا تفصیلی جائزہ لیتے ھیں ۔

مزکورہ دلائل میں سے پہلی دلیل اس امر پر مبنی ھے کہ جہاں مظلومہ نے اپنے اصل بیان میں یہ کہا ھے کہ میرے شوروغوغا پر میرا بھائی اقبال اور غلام حسن اور یوسف گواہ استغاثہ موقعہ پر آ پہنچے جنہیں دیکھ کر ملزم موقعہ سے بھاگ گیا ۔ وھیں جرح میں اس نے یہ بھی کہا ھے کہ جب گواہ بیٹھک میں داخل ھوئے تو ملزم اقبال ذرا پہلے وہاں سے فرار ھو چکا تھا ۔ یہ بادی النظر میں ایک تضاد محسوس ھوتا ھے ۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو شہادت کے یہ دونوں ٹکڑے ایک دوسرے کے متناقض نہیں ھیں ۔ نقشہ موقعہ اور بیانات سے ظاہر ھے کہ جائے وقوعہ مستغیث کے مکان کی بیٹھک ھے ۔ جس کا ایک دروازہ شارع عام کی طرف اور دوسرا مکان کے اندر کھلتا ھے ۔ اس لئے مکان کے اندر سے متعدد افراد کا بھاگ کر موقعہ پر پہنچنا اس امر کو بعید از امکان قرار نہیں دیتا ۔ کہ بیٹھک کے اندر ملزم کو ان کے آنے کا ان کی نقل و حرکت کی آوازیں سن کر یا کسی اور طرح احساس ھوا ھو اور وہ ان کے بیٹھک میں قدم رکھنے سے پہلے فرار ھو گیا ھو یا جب گواہ بیٹھک میں ایک دروازے سے داخل ھو رہے ھوں وہ دوسرے سے نکل چکا ھو ۔ بہرکیف ایک کم سن بچی سے وقوعہ سے پیدا شدہ حالت اضطراب و ھراس میں واقعہ کی تمام جزئیات کے ذھن نشین رکھنے اور مہینوں کے بعد ان کا من وعن بیان کر دینے کی توقع رکھنا ایک دور از کار بات ھو گی اس لئے مظلومہ کی عمر کے پیش نظر اس کے بیان کو شہادت کے عام معیاری پیمانوں سے جانچا نہیں جا سکتا ۔ اس کے مقابلے میں یوسف گ ۔ا (4) نے بدوران جرح بیان یہ ھے کہ " یہ درست ھے کہ جب ہم کمرہ میں داخل ھوئے تو ملزم اقبال کمرہ میں تھا وہ ھمیں دیکھتے ھی فوراً مکان کے دوسرے دروازہ سے نکل کر بھاگ گیا ۔" اب گواہ کے بیان کا یہ خط کشیدہ جملہ (خط میں نے کھینچا ھے) جو انگریزی کے ان الفاظ کا ترجمہ ھے ۔

".....simultaneously ran away from the other door on seeing us".

کسی طرح بھی مظلومہ کے بیان کی نفی نہیں کرتا ۔ اور اس ظاہری تضاد پر فاضل وکیل صاحب نے جو عمارت کھڑی کرنے کی کوشش کی ھے یہ اس کے لئے بنیاد فراہم نہیں کرتا ۔ صفائی نے اس گواہ کے بیان کی صحت اس بنا پر زیر بحث لانے کی کوشش کی ھے کہ یہ گواہ مستغیث کا رشتہ دار

(23)

ہے اور اس لئے غلط بیان دے رہا ہے ، مگر گواہ مزکور نے اسی مفروضہ کی تردید کر دی ۔ اور صفائی نے اور کسی ذریعہ سے اس کا مستغیث سے رشتہ ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ اس لئے کوئی وجہ پائی نہیں جاتی کہ اس گواہ کی صداقت پر اعتبار نہ کیا جائے ۔ بالکل اسی طرح مظلومہ کے لئے جو ایک کم سن بچی ہے ملزم پر ایسا گھناؤنا الزام غلط عائد کرنے کا کوئی جواز شہادت میں سامنے لانے کی کوشش نہیں کی گئی ۔ البتہ شیر محمد مستغیث گ ۔ ا (2) کے خلاف صفائی کی طرف سے یہ موقف ضرور اختیار کیا گیا کہ اس نے مبلغ =/ 3000 روپیہ ملزم کے والد سے قرض لئے تھے اور ان کی ادائیگی کے مسلسل مطالبہ نے نہائے عناد مہیا کرکے اسے غلط الزام تراشی پر اکسایا ہے ۔ اس الزام کی صحت مستغیث نے قطعاً تسلیم نہیں کی اور صفائی نے اس ادعا کی تائید میں کوئی مواد مہیا نہیں کیا بلکہ ملزم کا باپ یا کوئی اور واقف کار صفائی کے گواہ کے طور پر اس ضمن میں پیش کرنے کا تکلف بھی نہیں کیا ۔ اس لئے یہ تصور کرنے میں باک نہیں ہوتا کہ وجہ عناد کے اظہار کے لئے ایک اٹکل پچو بات بدوران شہادت گھڑی گئی تھی ۔ جسے دفاع کسی اور ذریعہ سے تقویت دینے میں کامیاب نہیں ہوا ۔ ان حالات میں یہ بات بعید از فہم ہے کہ مستغیث ، مظلومہ اور یوسف گواہ تینوں بلا وجہ ملزم کے خلاف اتحاد کر لیں اور ایسی الزام تراشی کریں جس میں ایک کم سن لڑکی کی عفت ملوث ہو جائے ملزم کے فاضل وکیل نے نقشہ سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے اگر بیٹھک کے بیرونی دروازہ سے گواہ داخل ہوئے جیسا کہ مظلومہ نے خود بتایا ہے کہ اس کے کہنے کے مطابق ملزم نے داخل ہونے پر اندر سے کنڈی لگا دی تھی اور اسی صورت میں کہ بیٹھک کا دوسرا دروازہ گھر کے اندرونی حصہ میں کھلتا تھا ملزم کا موقعہ واردات سے فرار بعید از قیاس ہو جاتا ہے ۔ نیز یہ کہ مظلومہ نے یہ بھی کہا ہے کہ گواہ گلی کی طرف سے آئے جبکہ اس کا بھائی اقبال گھر کی جانب کے دروازے سے جو جنوبی دروازہ ہے اندر آیا جس کے بالمقابل گ ۔ ا (4) یوسف کا بیان ہے کہ وہ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد مستغیث کے گھر آیا تھا جب کہ انہوں نے بیٹھک سے شور سنا اور اس کی طرف لپکے اور انہیں اپنی طرف آتا دیکھ کر ملزم فرار ہو گیا اسی گواہ کے بیان کی رو سے ملزم لا محالہ گلی کی جانب کھلنے والے بیرونی یعنی شمالی دروازہ سے باہر گیا ہے اس لئے اس کی اپنی لگائی ہوئی کنڈی اس کے فرار میں حائل نہیں ہو سکتی تھی جو اندر سے لگی تھی جسے کھولنے میں اسے مشکل نہ ہوئی ہو گی ۔ اب مظلومہ کا یہ کہنا کہ اس کا بھائی اندر سے آیا اور گواہ باہر سے آئے اس لئے اہمیت نہیں رکھتا کہ وقوعہ کے وقت اس کے ہوش و حواس کا اسقدر بجا نہ ہونا کہ اسے تمام جزئیات صحیح اور درست یاد ہوں جیسے پہلے کہا جا چکا ہے امر محال نہیں ہے اور مظلومہ کے

ذھن کی اس وقت کی ھیجانی کیفیت جو ایسے واقعات کا منطقی نتیجہ ھوتی ھے کو ملحوظ نظر رکھنا پڑے گا اس لئے یہ ایک بھول تو ھو سکتی ھے مگر اسے تضاد بیانی نہیں کہا جا سکتا۔ بہرکیف اگر ملزم مکان کے اندر کی طرف یعنی جنوبی دروازہ سے بھی بھاگا ھو تو شیر محمد مستغیث کے بیان کے مطابق مکان کی غربی دیوار میں ایک بڑا شگاف ھے جس سے نکل کر اس کا اپنے مکان میں چلا جانا کوئی بڑی بات نہیں ھے۔ جبکہ ملزم کا رھائشی مکان بھی مستغیث کے مکان کی جانب غرب واقعہ گلی سے ملحق ھے۔

اپیلانٹ کے فاضل وکیل صاحب نے شہادت کو بنیاد قرار دینے کی صورت میں متبادل بحث یہ کی ھے کہ اس شہادت سے ارتکاب اقدام زنا ثابت نہیں ھوتا اس ضمن میں ان کی دلیل یہ ھے جس کے لئے انہوں نے متعدد نظائر سے استفادہ بھی کیا ھے کہ اقدام جرم نے قابل تعزیر جرم بننے کے چار مرحلے ھوتے ھیں جن سے اس کا گزرنا لازمی ھوتا ھے پہلا مرحلہ جرم کی نیت ھے۔ دوسرا اس کی تیاری کا اور تیسرا مرحلہ اس کے عملی اقدام کا ھوتا ھے اور اگر یہ اقدام اپنے مقصد میں کامیاب ھوجاتا ھے تو ارتکاب جرم مکمل ھوجاتا ھے اور اگر کسی وجہ سے یہ اقدام اپنے مقصد میں ناکام ھوجائے تو جرم کے اقدام کی نوعیت بن جاتی ھے اور جبکہ مجرم پہلی صورت میں جرم کی پوری سزا کا مستوجب ھوتا ھے۔ اور دوسری صورت میں زیر دفعہ نمبر 511 تعزیرات پاکستان یا آرڈیننس زیر بحث کی دفعہ نمبر 18 کے تحت نصف عقوبت تک کا سزاوار ھوتا ھے اسی دلیل کے قانون کے نقطۂ نظر سے وزنی ھونے میں کوئی کلام نہیں ھوسکتا اور متعدد عدالت ھائے عالیہ اور پاکستان کی عدالت عظمیٰ نے اقدام جرم کی یہی توضیح کی ھے اور ارتکاب جرم اور اقدام جرم میں یہی ایک بین فرق ھے۔ مگر اقدام جرم کے مذکورہ تین مرحلے اور تکمیل جرم کے آخری مرحلے میں سے کوئی ایک اپنی نوعیت میں کس اھمیت کا حامل ھے۔ بالآخر ایک واقعاتی امر ھوتا ھے اور ھر واردات جرم کے حالات کو پیش نظر رکھ کر ھی اس کا تجزیہ کیا جا سکتا ھے۔ "عاشق حسین بنام سرکار" (PLD 1950 LAH 147) میں اس نکتہ کی یوں توضیح کی گئی ھے :-

> "The question whether a certain act is merely one of preparation or one committed in the course of an attempt is a question of fact. Acts remotely leading towards the commission of the offence are not to be considered as attempts to commit it, but acts immediately connected with it are. The difference between mere preparation and actual attempt to commit an offence consists chiefly in the greater degree of determination in attempt as compared with preparation and such greater degree of determination may be estimated in various ways. Where an act towards the commission of an offence is illegal per se, it is a proof of fixed determination. Where the act is open and not hidden, that is a further proof of determination".

متذکرہ بالا کلیہ کی روشنی میں ایک مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ بندوق کی گولی سے اقدام قتل کے یہ تین مرحلے ہوسکتے ہیں۔ اول ملزم کا قتل کی نیت رکھنا دوئم اس ارادہ کی تیاری میں بندوق حاصل کرنا یا بندوق میں گولی بھر کر آلہ قتل تیار کرنا یا کمین گاہ میں بیٹھنا اب اگر بات ان دو مرحلوں سے آگے نہیں بڑھتی تو قانون کی نگاہ میں کوئی جرم نہیں ہوا لیکن اگر مزکورہ شخص نے فریق مخالف پر گولی داغ دی ہے تو یہ اقدام قتل ہے۔ اور اگر اسی فائرنگ سے قتل وقوع پزیر ہوگیا یا شکار مجروح ہوگیا ہے تو قتل یا مجروح کرنے کے جرم کی صورت بن جائے گی اور وار خالی گیا ہے تو اقدام قتل کے جرم کا ارتکاب ہوگیا ہے۔

"سرکار بنام الہی بخش" (PLD 1959 SC I) میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے سرکاری ملازم کے حاجت مند پر اس طرح دباؤ ڈالنے کہ اس کے فریق کی رہائی کے احکام پر نمبر اور مہر لگانے سے انکار کرتے کو استحصال رشوت کا اقدام اس بنا پر قرار دیا کہ اس کے بعد صرف مستغیث کے پاس زر رشوت کا موجود نہ ہونا ملزم کے ارتکاب جرم کی تکمیل میں آڑے آیا۔ لہزا اس کا مزکورہ انکار (نمبر اور مہر لگانے سے) رشوت یابی کا اقدام یعنی (attempt) کے جرم کی تکمیل کے لئے کافی قرار دیا گیا۔

اب زنا بالجبر کی کوشش کے زیر بحث واقعہ میں جہاں گھر سے باھر گلی میں لڑکی کو دیکھ کر اسے فعل بد کی غرض سے بیٹھک میں لے جانے کا خیال ملزم کے دل میں پیدا ہوا جرم کی نیت یا ارادہ ہوگیا اب اسے پھسلا کر یا لالچ دیکر بیٹھک میں لے جانا اس جرم کے ارتکاب کی تیاری ہے۔ اسی طرح ملزم کا اپنی شلوار اتار دینا بھی اسی تیاری کے زمرہ میں آتا ہے لیکن جونہی اس نے مظلومہ کو برہنہ کیا اور بقول اس کے اس نے اس کے ساتھ بری حرکت کرنا چاہی جرم کی تکمیل کی طرف عملی قدم اٹھ گیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ مظلومہ کی چیخ و پکار پر گواہوں کی آمد نے اس ارادہ اور اقدام کو زنا بالجبر کی حد تک پہنچنے نہیں دیا ورنہ اس جرم کا ارتکاب مکمل ہوجاتا۔ اب یہ مظلومہ کی شلوار اتارنے کا فعل جو ایک خلاف قانون حرکت اور اپنی ذات میں خود ایک جرم ہے ارتکاب زنا بالجبر کی تکمیل کی طرف ایک قدم تھا اور ملزم کا یہ فعل تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر 511 کی تصریح میں کلیتاً آجاتا ہے۔ اس لئے فاضل عدالت ماتحت کے ملزم اپیلانٹ کو آرڈیننس نمبر 7 سال 1979 کی دفعہ نمبر 10 باشتراک دفعہ نمبر 18 کے تحت مجرم قرار دینے پر کوئی حرف گیری نہیں ہوسکتی۔

متذکرہ صدر وجوہات کی بنا پر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ملزم کے خلاف اقدام زنا بالجبر کا جرم بغیر کسی شک و شبہ کے ثابت کرنے میں استغاثہ پوری طرح کامیاب رہا ہے اور اس ضمن میں اسے مجرم قرار دیا جانا بہرکیف قابل اعتراض نہیں ہے۔

اب اس بحث کے نتیجہ میں آخری بات جو زیر غور آتی ہے وہ مجرم اپیلانٹ کو فاضل عدالت کی طرف سے دی گئی سزا ہے۔ روئداد مثل سے ظاہر ہے کہ مجرم اپیلانٹ 18 / 17 سال کا ایک آشفتہ سر نوجوان ہے اور اگرچہ یہ امر نہایت قابل افسوس ہے کہ قوم کے کچھ بچے جوانی کی حدود میں داخل ہوتے ہی سفلی جذبات سے یوں مغلوب ہوجائیں۔ جیسے

یہ اپیلانٹ ہوا ہے - تاہم یہ محسوس ہوتا ہے کہ ایک طرف تو 5 سال کی قید بامشقت زیادہ گراں بار ہے اور دوسری طرف مظلومہ کی ذہنی و روحانی اذیت کے معاوضہ کا بھی اہتمام نہیں کیا گیا اور اس نکتہ نظر سے سزائے جرمانہ بہت کم ہے جسے بڑھا کر مظلومہ کو مجرم کی طرف سے پہنچائی گئی اذیت کا ازالہ بھی ضروری ہے - اس قابل افسوس اور شرمناک واقعہ میں ایک کم سن لڑکی کو نہایت ہی کرب و اذیت سے گزرنا پڑا ہے جس کی تلافی صرف اسی صورت میں کچھ نہ کچھ ممکن ہو سکتی ہے کہ جرمانہ کی مقدار میں اضافہ کیا جا کر ایسا وصول شدہ روپیہ مظلومہ کو دلوایا جائے - اس لئے ہم نے بدوران سماعت سزائے جرمانہ میں اضافہ کئے جانے کے خلاف اظہار وجوہ کا نوٹس اپیلانٹ کے فاضل وکیل صاحب کو دیا - مگر فاضل وکیل صاحب اس حق سے دستبردار ہو گئے -

ہمارے نزدیک انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ مجرم کو دی گئی سزائے قید میں تخفیف کر دی جائے - چنانچہ ہم اسے کم کرکے تین سال قید بامشقت مقرر کرتے ہیں اور مجرم کو دی گئی سزائے جرمانہ / 1000 روپیہ کو بڑھا کر / 3000 روپیہ کرتے ہیں جس کی عدم ادائیگی کی صورت میں مجرم کو مزید ایک سال کی قید سخت برداشت کرنا ہوگی - اس جرمانہ کی وصولیابی کی صورت میں یہ رقم مظلومہ مسماۃ غلام سکینہ کو دفعہ نمبر 545 مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تحت اذیت کے معاوضہ کے طور پر اس کے والد شیر محمد کے توسط سے ادا کر دی جائے - مجرم اپیلانٹ نے فاضل عدالت ماتحت کی طرف سے سزا یابی کے فیصلہ کے صدور سے قبل جتنا عرصہ حالت قید و بند میں گزارا ہے وہ تمام عرصہ اس تین سال قید کی میعاد سے منہا کیا جا کر کاٹی گئی سزا میں محسوب ہوگا - مجرم اپیلانٹ کو 5 درے مارے جانے کی سزا بحال رکھی جاتی ہے -

16 اگست 1981ء کو صادر کئے گئے مختصر حکم میں بیان کردہ سزاؤں کی ترامیم اور ان کی تائید میں ان توضیحات کے ساتھ اپیل مسترد کی جاتی ہے -

رکن دوئم

اسلام آباد

24 اگست 1981ء

رکن اول

رکن چہارم

رکن پنجم